بحوالہ مجمع الامثال کرمانی )

یہود بھی زندہ جلا دیتے تھے (حوالہ مذکور بحوالہ تاریخ قدیم) چین یورپ والے سب زندہ جلا دیتے تھے۔ تاریخ ہند کا مشہور واقعہ ہے کہ کوروں نے پانڈوں کو جلانا چاہا۔ یجروید میں ہے اے سخت ڈنڈے والے راجہ آپ دہرم کے مخالف دشمنوں کو ہمیشہ آگ میں جلایئے جو ہمارے دشمنوں کو حوصلہ دیتا ہے آپ اس کو الٹا لٹکا کر خشک لکڑی کی مانند جلایئے (ادھیائے ۱۳ منتر ۱۲) بھیم نے دشاشن کو قتل کر کے اس کا چلو بھر خون پیا اور کہا ایسا میٹھا شربت میں نے کبھی نہیں پیا (آئینہ تاریخ نما صفحہ ۴۹) راجہ ذریرتم دونوں راکششوں کو جلاؤ تباہ کرو (اتھرو وید کانڈ ۸ سوکت ۴ منتر ایک)

سزائے موت کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ ایک لمبی لکڑی جس کا سرا خم ہوتا تھا زمین میں گاڑتے اس کے اوپر مجرم کو باندھکر اُس کے گلے میں رسّی ڈال کر کھینچتے ایرانی اس کو دار کہتے تھے ہندی گل کہتے تھے اس کے بعد سولی کا رواج ہوا یعنی دار کی رسی میں خنجر وغیرہ دہاردار آلہ باندھتے انگریزوں کے زمانہ سے پھانسی رائج ہوئی۔

اسلام نے اس قسم کی سزائیں نہیں رکھیں بلکہ ان سزاؤں کو بُرا بتایا ہے کھٹمل زنبور وغیرہ جانوروں کا جلانا بھی جائز نہیں نہ کسی انسان کو اس طرح قتل کرنا جایز ہے کہ جس سے اس کو بہت زیادہ تکلیف ہو سزائے تازیانہ اور حدود مقرر ہیں۔ خون کا بدلہ قصاص (قتل) سے یا دیت (خوں بہا) سے یہ طریقہ ہندوستان کی اسلامی ریاستوں میں اب تک رائج تھا سزاؤں کا مقصد یہ ہے کہ جرائم کم ہوں تاریخ عالم اور واقعات دنیا شاہد ہیں کہ تمام مذاہب اور اقوام نے دنیا میں حکومت کی ہے سب کے قوانین رائج رہے ہیں لیکن جرائم کی تعداد میں اضافہ ہی ہوتا رہا ہے جہاں کہیں جب کبھی اسلامی حدود رائج ہوئے جرائم مفقود ہو گئے آج کسی قدر شرعی قوانین حجاز میں نافذ ہیں جرائم کی تعداد بہت کم ہے وہ ممالک جن کو تہذیب و تمدن کا مخزن کہا جاتا ہے جرائم کا گہوارہ بھی ہیں ہندوستان میں بھی جرائم کی کثرت ہے۔ پادری وال رمیں صاحب لکھتے ہیں قرآن کا مذہب امن و سلامتی کا مذہب ہے (باطل شکن صفحہ ۲۶ مطبوعہ ۱۳۴۶ھ ہجری الامان پریس دہلی) موسیو کارسٹن لکھتے ہیں۔ زمین سے اگر قرآن کی حکومت جاتی رہے تو دنیا کا امن وامان کبھی قائم نہ رہ سکے گا (حوالہ مذکور)

# جنگ کے اٹھارہ مہینے

مترجمہ سید جمال حسن صاحب شیرازی بی اے

(۲)

**امریکہ اور جاپان** امریکہ جو جنگ کی ابتدا میں اپنی غیر جانبدارانہ پالیسی کو غیر جارحانہ پالیسی میں تبدیل کر چکا تھا مغربی محاذِ جنگ میں جرمنوں کی فتوحات کو دیکھ کر اب زیادہ نمایاں طور پر برطانیہ کی امداد کرنے لگا۔ مسٹر روزولٹ نے امریکہ کی رائے عامہ کو جواب تک سختی کے ساتھ علٰحدگی کی پالیسی پر قائم تھی۔ محاربانہ پالیسی اختیار کرنے پر آمادہ کیا۔ ستمبر کے شروع میں برطانیہ اور امریکہ کے مابین ایک معاہدہ ہوا جس کی رُو سے امریکہ نے برطانیہ کو پچاس پُرانے تباہ کن جہاز دیے اور اُس کے عوض میں برطانیہ نے امریکہ کو بحر اوقیانوس اور بحر کیریبین (Caribbean) میں پٹہ پر کچھ ہوائی اور بحری اڈے دیے۔ جرمنوں کے بڑھتے ہوئے خطرے کے پیش نظر مسٹر روزولٹ نے تیسری بار صدر منتخب ہوتے ہی اپنی پالیسی پر پورے زور و شور کے ساتھ عمل شروع کر دیا۔ برطانیہ کو امداد دینے کے سلسلے میں صدر روزولٹ کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دینے کے لیے پٹہ اور قرض بل کانگریس میں پیش ہوا اور اُس کو جلد از جلد پاس کرا کر قانون بنا دیا گیا۔ اس قانون کے پاس ہونے سے جانسن اور غیر جانبداری ایکٹ کی بہت سی دفعات منسوخ ہو گئیں۔ اِن تمام باتوں کے علاوہ کئی اور جانبدارانہ اقدام بھی کیے گئے۔ مارچ کے اخیر میں جرمنی اور اٹلی کے ۳۰ جہازوں پر جو اُس وقت امریکہ کی بندرگاہوں میں لنگر انداز تھے پہرے بٹھا دیے گئے تاکہ وہ فرار نہ ہو سکیں۔ جنوبی امریکہ کی بندرگاہوں میں محوری طاقتوں نے اپنے جہازوں کو گرفتاری سے بچانے کے لیے یا تو خود ڈبو دیا یا

آگ لگادی۔ اسی زمانہ میں امریکہ سے کئی مشن برطانیہ اور یورپ کو بھیجے گئے تاکہ وہ ان ملکوں میں پہنچ کر حالات کا مطالعہ کریں اور لوٹ کر صدر روزولٹ کو جنگ کی صحیح پوزیشن سے آگاہ کریں اس بڑھتے ہوئے امریکی خطرے کو روکنے کے لیے جرمنی اور اٹلی نے جاپان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جس کی سب سے اہم شرط یہ تھی کہ اتحاد ثلاثہ پر دستخط کرنے والی طاقتوں میں سے کسی ایک پر بھی اگر کسی تیسری طاقت نے حملہ کیا تو تینوں طاقتیں مل کر اس کا مقابلہ کرینگی۔ درحقیقت یہ معاہدہ امریکہ کو جنگ سے باز رکھنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اور ساتھ ساتھ برطانیہ کو دونوں سمندروں میں (یعنی بحراوقیانوس اور بحرالکاہل) جنگ کی دھمکی بھی دی گئی تھی۔ اتحادیوں نے روس کو یقین دلایا کہ یہ نیا معاہدہ اس کے خلاف نہیں تھا۔

مارچ کے وسط میں جاپان کا وزیر خارجہ مسٹر مٹسوکا جو اتحاد ثلاثہ کا ذمہ دار تھا عازم برلن وروم ہوا اور اٹلی وجرمنی کے رہنماؤں سے مل کر محوری طاقتوں کے آئندہ لائحہ عمل پر گفتگو کی۔ اس دوران میں مسٹر مٹسوکا نے اسٹالن اور مولوٹو سے بھی ملاقات کی جس کے بعد یہ خبر بڑے زور وشور کے ساتھ مشہور ہوئی کہ روس اور جاپان کے مابین بھی ایک غیر جارحانہ معاہدہ ہونے والا ہے۔

**جنگ یونان** | اس اثنا میں اٹلی کو ضرب پر ضرب لگتی رہی یہاں تک کہ اس کا بحری بیڑہ بالکل بے دست وپا ہوگیا اور اس کے افریقی مقبوضات کے بھی پرزے اڑنے لگے۔ یونان میں اطالوی اپنی ناعاقبت اندیشانہ مہم میں سخت نقصان اٹھا رہے تھے اور یونانی فوج اطالوی فوجوں کو پیچھے دھکیلتی ہوئی بڑی سرعت کے ساتھ البانیہ میں ان کا تعاقب کر رہی تھی۔ یونانیوں نے اُن کے بہت سے اہم مقامات مثلاً کورٹزا (Koritza) ارجیروکیسٹرن Argyrocastron سانٹی قرنطہ Santi Quaranta کلی سورا (Klisura) اور ٹیپلینی (Tepelini)

وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا۔ اطالوی اس پہاڑی جنگ میں یونانیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اور جوابی حملے کی تمام کوشش بیکار ثابت ہوئیں اور وہ یونانیوں کے مسلسل دباؤ سے برابر پیچھے ہٹتے رہے اس جنگ میں یونانیوں کو برطانیہ سے زبردست بحری اور فضائی امداد ملی۔

**فتح لیبیا** جب اطالوی فوجیں یونانیوں کی مسلسل ضرب سے بوکھلا رہی تھیں مغربی ریگستان میں جنگ کا ایک دوسرا سنسنی خیز باب وا ہوا۔ یہاں جنرل گریزیانی سدی برانی تک پہنچ چکا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اُدھر جنرل ویول (برطانی کمانڈر) بھی اطالویوں کو ایک فیصلہ کن ضرب لگانے کے لیے تاک میں بیٹھا تھا۔ برطانیہ اس وقت خود خطرہ میں گھرا ہوا تھا لیکن پھر بھی کچھ بہترین ٹینک بچا کر دریائے نیل کی فوج کے لیے روانہ کر دیے اور موسم خزاں کے اس نازک دور میں مزید کمک بھی بھیجی۔ ۹۔دسمبر کو برطانوی کمانڈر نے بحر متوسط کے بیڑے کی معیت میں ریگستان کی جنگ کا آغاز کیا۔ ۱۱۔دسمبر کو اتحادی فوجوں نے سدی برانی پر قبضہ کر لیا اور اطالوی کمانڈر مع بیس ہزار سپاہیوں کے گرفتار کر لیا گیا۔ فورٹ کیپزو (Fort-Capuzzo) اور سولم (Sollum) دوبارہ اتحادیوں کے قبضہ میں آ گئے اور اطالوی فوجوں کو لیبیا کی طرف پسپا ہونا پڑا۔ اب اطالویوں کو دوبارہ سنبھلنے کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ دریائے نیل والی فوج پوری سرعت کے ساتھ آگے بڑھتی رہی اور اطالویوں کا تعاقب کرتی رہی۔ اُدھر برطانوی بحری بیڑہ لیبیا کے ساحلی سڑکوں پر حملے کرتا رہا اور اطالوی فوج کے پیچھے ہٹنے میں سخت رکاوٹیں پیدا کرتا رہا۔ اور رائل ایر فورس کے بمبار بھی روزانہ لیبیا کے اڈوں پر حملہ کرتے رہے۔ آخر کار ۴ جنوری کو باردیا بھی اتحادیوں کے ہاتھ آ گیا۔ اب اطالوی تقریباً نوے ہزار سپاہی کھو چکے تھے۔ برطانیہ نے اپنی پیشقدمی جاری رکھی اور چند دنوں میں درنہ اور طبروق پر قبضہ کر لیا۔ اور ۱۳۰ میل لمبی چٹیل اور بے آب ریگستان کو بڑی سرعت کے ساتھ عبور کر کے سارنیکا کے دار السلطنت بن غازی پر بھی

قبضہ کرلیا۔ اطالوی فوج اتحادیوں کی اس برق رفتار پیش قدمی کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ بن غازی میں تقریباً پندرہ ہزار فوجی گرفتار ہوئے۔ اس طرح جنرل گریزیانی کی تقریباً دو تہائی فوج یا تو گرفتار ہوگئی یا تباہ ہوگئی۔ اب اتحادیوں کی دریائے نیل والی فوج اسکندریہ سے تقریباً چھ سو میل آگے بڑھ گئی تھی تھوڑے دنوں تک ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جنرل ویول کی فوج طرابلس کو جالیگی لیکن ریگستان کے دشوار گذار علاقے اور جرمنوں کے مسلح ڈویزن نے (جواب ٹریپولی ٹینیا پہنچ چکے تھے) جنرل ویول کو اس خطرناک مہم سے باز رکھا۔ الاغیلہ جس پر شکست بن غازی کے چند دن بعد قبضہ کیا گیا تھا دوبارہ جرمنوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

مشرقی افریقہ میں بھی مسولینی کا کمزور مقبوضہ علاقہ (جواب اٹلی سے بالکل منقطع ہوچکا تھا اور اُس کی حالت لیبیا سے بھی زیادہ قابل رحم تھی) سارنیکا کی طرح بے دست و پا ہورہا تھا۔ اتحادی فوجوں نے ہر چہار طرف سے حملہ کرکے اطالوی سمالی لینڈ، اریٹریا اور حبشہ کے اہم مقامات سے اطالویوں کو پسپا کردیا اور کینیا اور سوڈان کے اُن علاقوں سے بھی جہاں وہ جنگ کی ابتدا میں گھس گئے تھے مار بھگایا۔ مارچ کے اخیر میں برطانوی فوجوں نے اریٹریا میں کرن کے قلعے پر دو طرف سے حملہ کیا اور تقریباً سات ہفتے کے محاصرہ کے بعد اُس پر قبضہ کرلیا۔ اُدھر جنوبی افریقہ والی فوج موگادشو، ججیگا روڈ پر بڑھتی ہوئی حبشہ میں داخل ہوگئی۔ جنوبی افریقہ کی فوج نے کینیا کی سمت سے بھی حملہ کردیا اور جنوبی حبشہ کے کئی اہم مقامات پر قبضہ کرلیا، اُدھر حبشہ کی آزاد فوج اپنے سابق شہنشاہ ہیل سلاسی کی قیادت میں منظم ہوکر حبشہ میں جھیل طانا کے شمال اور جنوب میں بڑھی ۱۹۴۱ء کے پہلے تین ماہ میں اطالوی سمالی لینڈ اور اریٹریا کا پورا علاقہ اتحادیوں کے ہاتھ آگیا۔ برطانوی سمالی لینڈ جس پر شروع میں اطالویوں نے قبضہ کرلیا تھا دوبارہ اتحادیوں کے قبضہ میں آگیا۔ اور حبشہ میں ہرار، ڈائریڈوا، ججیگا اور نیغیلی پر بھی اتحادیوں کا قبضہ ہوگیا۔ اب

ادیس ابابا چاروں طرف سے خطرہ میں گھر گیا اور اطالوی مقبوضات کی تباہی تقریباً مکمل ہوگئی۔
افریقہ میں فرانسیسی اڈے مثلاً اوران، ٹولون، اجا ئیکیو اور بائزرٹا وغیرہ کے غیر مسلح ہونے سے اطالیہ کے لیے ایک بہت بڑی آسانی پیدا ہوگئی تھی لیکن اُس وقت اطالوی بحری بیڑہ برطانوی بیڑہ سے تعداد میں زیادہ ہونے کے باوجود بحر متوسط میں اپنی بہتر پوزیشن سے فائدہ نہ اُٹھا سکا اور آخر کار شکست لیبیا کا باعث ہوا۔ اطالوی بیڑہ شروع ہی سے برطانوی بیڑہ کے مقابلہ سے کتراتا رہا۔

چند ابتدائی ہزیمتوں کے بعد ۱۱۔ نومبر کو اطالوی بحری بیڑے کو ایک ضرب کاری لگی۔ برطانوی بحری بیڑے کے ہوائی دستوں نے ٹارنٹو (Taranto) کے اڈے پر سخت حملہ کیا اور تین بڑے بڑے جنگی جہاز اور دو کروزر کو سخت نقصان پہنچایا۔
کچھ دنوں کے بعد ۲۷۔ نومبر کو اطالیہ کے پسماندہ بحری بیڑے کا مقابلہ برطانوی بحری طاقت سے ہوا لیکن اطالوی بیڑہ مقابلہ پر نہ آیا اور دھوئیں کے گہرے بادل کی آڑ لے کر بھاگ نکلا اور کیگلیاری (Cagliari) کی مسلح بندرگاہ میں پناہ گزین ہوا۔
جنوری کے شروع میں جرمنوں کے جھپٹنے والے بمباروں نے سسلی میں نئے اڈے قائم کرلیے اور بحر متوسط کے راستوں کے لیے بے حد خطرناک ثابت ہوئے۔ جنوری کے وسط میں اِن بمباروں نے برطانیہ کے ایک بہت بڑے جہازی قافلہ پر جو یونان جا رہا تھا حملہ کیا۔ اور ہوائی جہاز لیجانے والے جنگی جہاز السٹریس (Illustrious) کو سخت نقصان پہنچایا اور سوتھمپٹن (Southampton) کو ڈبو دیا لیکن اس جنگ میں جرمنوں کو بھی سخت نقصان اُٹھانا پڑا۔
۹۔ فروری کو برطانوی بحری بیڑہ جس میں کروزر رنون (Renoon) جنگی جہاز ملایا (Malaya) ہوائی جہاز لیجانے والا جہاز ارک رائل (Ark Royal) اور شفیلڈ وغیرہ شامل تھے اطالیہ کے مشہور

بندرگاہ جنیوا پر پہنچا اور شہر پر تقریباً ۳۰۰ ٹن گولے برسائے۔

اطالوی بحری بیڑے کی دردناک داستان ابھی ختم نہیں ہوئی تھی کہ ۳۰۔ مارچ کو تقریباً بارہ گھنٹوں کے مسلسل تعاقب کے بعد برطانوی جنگی جہاز وار اسپائٹ (Warspite) بارہم (Barham) اور ویلینٹ (Valiant) نے ایک اطالوی بحری دستے پر سخت حملہ کیا اور تین بڑے کروزر اور کم از کم دو تباہ کن جہازوں کو سمندر کی تہ میں پہنچا دیا۔ جنگی جہاز وٹوریو وینٹو (Vittorio Veneto) کو بھی سخت نقصان پہنچا لیکن وہ بھاگ نکلا۔

اس طرح مارچ کے آخر تک اطالوی جنگی جہازوں کا تقریباً دو تہائی حصہ اور کروزروں کا تقریباً نصف حصہ اور تباہ کن جہازوں کی ایک بہت بڑی تعداد برطانوی بحری بیڑے کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتار دی گئی۔ اب برطانوی بیڑہ مشرقی بحر متوسط کا واحد حکمراں تھا۔

بلقان | اگرچہ اب تک ہٹلر نے یونان اور افریقہ کی جنگ میں کوئی عملی حصہ نہیں لیا لیکن وہ اس درمیان میں بیکار نہ بیٹھا بلکہ بلقان میں اپنی پوزیشن کو استوار کرتا رہا۔ جون کے اخیر میں شکست فرانس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روس نے رومانیا کو ڈرا دھمکا کر بسارابیا اور شمالی بیکوونیا سے دست بردار ہونے پر آمادہ کر لیا۔ مسٹر گیگورٹو نے ایک نئی حکومت بنائی اور برطانی فرانسیسی ضمانت کو ٹھکرا دیا۔ بلغاریہ اور ہنگری جو بہت دنوں سے رومانیا سے چند علاقوں کا مطالبہ کر رہے تھے اب اُسے بے یار و مددگار پا کر اپنے دیرینہ مطالبات پر زور ڈالنا شروع کیا بلغاریہ کو تو ڈوبروجا کا جنوبی علاقہ مل گیا لیکن ہنگری کے مطالبات پورے کرنے میں محوری طاقتوں کو مداخلت کرنی پڑی۔ آخر کار ۳۰۔ اگست کو وائنا میں ایک سمجھوتا ہو گیا جس کی رو سے ہنگری کو ٹرنسلونیا کا علاقہ مل گیا۔ لیکن رومانیا میں اس پر سخت ناراضگی پھیل گئی اور رومانی باشندوں کے جذبات مشتعل ہو گئے۔ ستمبر کے آغاز میں شاہ کیرول سلطنت سے دست بردار ہو گئے اور جنرل

انٹونسکو (Antonescu) کی قیادت میں آئرن گارڈ کی حکومت قائم ہوئی۔ ۷ اکتوبر کو جرمن فوجی دستے رومانیہ میں داخل ہوئے اور دارالسلطنت پر قبضہ کرنے کے بعد تیل کے ذخیروں کے اہم اہم مراکز اور بحر اسود کے بندرگاہ کونسٹنزا (Constaza) پر قبضہ کر لیا۔ ۲۴ نومبر کو رومانیا بھی ہنگری کی طرح محوری طاقتوں کے ساتھ شامل ہو گیا اور آنے والے "نئے نظام" کا شریک بن گیا۔ اس کے بعد انگریزوں اور یہودیوں کے خلاف ظلم و تشدد کا بازار گرم ہوا۔ بالآخر جنوری میں دو مشہور جرنیلوں کی قیادت میں ملکی فوج کے ایک زبردست دستے نے انٹنسکو گورنمنٹ کے خلاف بغاوت کر دی۔ لیکن یہ بغاوت پانچ دن کی خانہ جنگی کے بعد فرو کر دی گئی۔ حکومت برطانیہ نے شروع ہی میں اپنا سفیر رومانیہ سے واپس بلا لیا تھا۔ اور اب تمام سیاسی تعلقات بھی منقطع کر لیے۔

یکم مارچ کو بلغاریہ نے بھی اتحاد ثلاثہ کے معاہدہ پر دستخط کر دیے۔ اسی دن جرمن فوجیں بلغاریہ کو جنگ سے محفوظ رکھنے اور برطانیہ کو سارے بلقان میں جنگ کے شعلے پھیلانے سے باز رکھنے کی غرض سے بلغاریہ کی حدود میں داخل ہو گئیں، اور بہت جلد یونان اور ترکی کی سرحدوں تک پہنچ گئیں۔ برطانیہ نے بلغاریہ سے بھی سیاسی تعلقات منقطع کر لیے۔ جرمن بلغاریہ میں اپنے فوجی استحکامات کی تکمیل کرنے لگے۔

اس کے بعد جرمنوں نے یوگوسلاویہ کو بھی اپنا حلقہ بگوش بنانے کی کوشش شروع کر دی۔ ٹسوتکووچ (Tsvetkovitch) گورنمنٹ پر محوری طاقت میں شامل ہونے کے لیے انتہائی دباؤ ڈالا گیا۔ آخر کار ۲۵ مارچ کو یوگوسلاویہ کے وزیر اعظم اور وزیر خارجہ نے وائنا میں اتحاد ثلاثہ کے پیکٹ پر دستخط کر دیے۔ جرمنی نے یوگوسلاویہ پر فوجی قبضہ نہ کرنے کی ضمانت دی لیکن اس دفعہ جرمنوں کی اسکیم ناکام ثابت ہوئی اس لیے کہ اس معاہدہ کے خلاف بالخصوص ملکی فوج اور سربیا کے باشندوں میں سخت برہمی پھیل گئی اور اس کا نتیجہ ایک زبردست فوجی انقلاب

کی صورت میں رونما ہوا۔

وزیر اعظم کو گرفتار کر لیا گیا، ریجنسی کونسل مستعفی ہوگئی اور نابالغ شاہ پیٹر نے عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جنرل سمووچ (Simo Vitch) اسی نئی حکومت کے وزیر اعظم مقرر ہوئے اگرچہ اس نئی گورنمنٹ نے علانیہ طور پر جرمنی کی کوئی مخالفت نہیں کی لیکن اس انقلاب کا ظاہر مقصد معاہدۂ وائنا کی خلاف ورزی تھی۔ جرمنی نے اس نئی حکومت سے اس امر کی ضمانت طلب کی کہ وہ سموچ گورنمنٹ کے معاہدہ پر قائم رہیگی لیکن اُسے کوئی صاف جواب نہ ملا۔ پہلی اپریل کو یوگوسلاویہ بھی جرمن حملہ کے خطرہ میں گھر گیا۔

مشرق بعید | مشرقِ بعید میں چین وجاپان کی جنگ چوتھے سال میں قدم رکھ چکی تھی۔ اور اب نیچ ہو کر رہ گئی تھی۔ جاپانی چنگکنگ کے سامان لیجانے والے راستوں کو بند کر کے چین پر ناکہ بندی کی گرفت کو سخت تر بنانے کی کوشش کر رہے تھے۔

۲۰ جون کو جاپانیوں نے فرانسیسیوں کو ڈرا دھمکا کر ہیفنگ (Haiphong) ہنوئی (Hanoi) کنمنگ (Kunming) ریلوے لائن کو بند کرنے پر مجبور کر دیا۔ ادھر برطانیہ نے بھی ۱۷ جولائی کو جاپانیوں کے دباؤ سے برما روڈ بند کر دی۔ ہانگ کانگ کو بھی اندرونی علاقہ سے منقطع کرنے کے لیے اقدام کیے گئے لیکن برطانیہ نے تین ماہ کے بعد برما روڈ کو سامانِ جنگ لیجانے کے لیے کھول دیا۔

ستمبر کے اخیر میں ایک جاپانی فوجی دستے نے انڈوچائنا پر حملہ کر دیا۔ معمولی جھڑپ کے بعد فرانسیسیوں نے بحری اور ہوائی اڈے جاپانیوں کے حوالے کر دیے۔ یہ اڈے حاصل کرنے کے بعد جاپانی فوجیں سنگاپور سے بالکل قریب آگئیں۔

نومبر کے اخیر میں تھائی لینڈ نے بھی (چند علاقوں کے مطالبات کے رد ہونے پر) کمبوڈیا پر

حملہ کر دیا یعنی بنکوک نے انڈو چائنا کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ چند ہفتوں تک طرفین میں بے ترتیب جھڑپ ہوتی رہی تھائیلینڈ کے طیاروں نے کمبوڈیا کو سخت نقصان پہنچایا اور سسوفون (Sosophon) کے شہر کو بھی بمباری سے تباہ کر دیا۔ یہ جنگ ۲۹ جنوری کو ختم ہو گئی اور طرفین نے جاپان کو ثالث مان لیا۔ کافی حجت اور گفت و شنید کے بعد وشی گورنمنٹ نے ۱۱ مارچ کو جاپان کے ثالثی فیصلہ کو مان لیا۔ اس فیصلہ کی رو سے فرنچ انڈو چائنا کا ایک بہت بڑا شمالی اور جنوبی مشرقی علاقہ تھائیلینڈ کے حوالے کر دیا گیا۔

**بحر اوقیانوس کی جنگ** مارچ ۱۹۴۱ء میں جرمن آبدوز کشتیاں۔ جھپٹنے والے بمبار اور چھوٹے چھوٹے جنگی جہازوں کے بڑھتے ہوئے خطرہ نے بحر اوقیانوس میں برطانیہ کے لیے نہایت نازک صورت حال پیدا کر دی تھی۔ اطلاع ملی کہ جرمن بحری بیڑے کے دو زبردست دستے جن میں شورن ہورسٹ (Schorhorst) اور نیسی ناؤ (Treissenau) بھی شامل تھے بحر اوقیانوس میں پہنچ گئے تھے اور متعدد جہازوں کو ڈبو چکے تھے۔ یہ جہازی نقصانات برطانیہ کے لیے بے حد پریشان کن ثابت ہو رہے تھے۔ گویا برطانوی بحری طاقت کے خلاف ہٹلر کا موسم بہار والا حملہ شروع ہو چکا تھا۔

پہلی اپریل تک برطانیہ بحر اوقیانوس کی بحری شاہراہوں کو جرمن خطرے سے بچانے کے لیے سخت جدوجہد میں مصروف تھا۔ اُدھر اطالوی مملکت دم توڑ رہی تھی۔ جاپان اور امریکہ پہلے کی بہ نسبت جنگ کے شعلوں سے قریب تر ہو چکے تھے۔ روس نے غیر جانبدار رہنے کا تہیہ کر لیا تھا اور ترکی، یوگوسلاویہ اور یونان دم بخود جرمنی کے دوسرے اقدام کے منتظر تھے۔

---

نوٹ از مترجم:۔ مندرجہ بالا مضمون ہندوستان ٹائمز کے سالانہ نمبر کے ایک مقالہ کا ترجمہ ہے۔ چونکہ اس میں پولینڈ کی جنگ تک کے حالات نہیں آئے ہیں اس لیے ہم ذیل میں

مختصراً موجودہ جنگ کے اسباب اور اُس کے ابتدائی حالات لکھتے ہیں تاکہ قارئین برہان کے پاس آغاز جنگ سے لے کر اب تک کے تمام واقعات وحالات کا ایک مکمل ریکارڈ محفوظ رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

ہٹلر نے جرمنی میں برسر اقتدار آتے ہی اس بات کی کوشش کی کہ وہ جرمنوں کی توجہ معاہدۂ ورسائی کی طرف پورے طور پر مبذول کرائے۔ چنانچہ جب وہ جرمنوں کو مخاطب کرتا تو اپنی تقریر میں اس معاہدہ کا ضرور ذکر کرتا اور یہ بیان کرتا کہ اس "ناپاک معاہدہ" کے ذریعہ دنیا نے ایک زندہ قوم کے ساتھ ایک بہت بڑی بے انصافی کی ہے اور اس کی غیرت قومی کو مجروح کیا ہے۔ اس سلسلہ میں وہ یہ بھی کہا کرتا تھا کہ وہ اس وقت تک دم نہیں لیگا جب تک کہ اس "ذلیل معاہدہ" کے حرف حرف کو نہ مٹا لیگا اس نے اپنا یہ بھی معمول بنا لیا تھا کہ تقریر کے کسی نہ کسی حصہ میں جرمنی کے اُن یوروپین علاقوں اور نوآبادیات کا بھی تذکرہ کرتا جو جنگ عظیم کے بعد اس سے چھین لی گئی تھیں۔ غرض اس طرح وہ جرمنوں کی غیرت قومی کو جوش میں لاتا رہا اور ایک دوسری جنگ عظیم کے لیے تیار کرتا رہا۔

معاہدۂ ورسائی کی خلاف ورزی سب سے پہلے اسی نے رائن لینڈ (Rhineland) پر قبضہ کرکے کی۔ رائن لینڈ اس کے حصولِ مقصد کے لیے پہلی سیڑھی تھی۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اُس نے دوسرا قدم اُٹھایا۔ ایک عرصہ دراز سے اس کی نظر آسٹریا پر لگی ہوئی تھی۔ چونکہ آسٹریا جرمن سلطنت کا ایک اہم جزو رہ چکا تھا اس لیے اس کی خواہش تھی کہ یہ دوبارہ جرمن سلطنت میں شامل ہو جائے۔ آخر کار ۱۱۔ مارچ ۱۹۳۶ء کو یک بیک ایک بہت بڑی جرمن فوج آسٹریا میں داخل ہوگئی اس دفعۃً حملہ سے آسٹریا کی فوج گھبرا گئی اور بغیر لڑے بھڑے ہتھیار ڈال دیے۔ جرمن فوجوں نے صرف تین دن کے عرصہ میں خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر سارے آسٹریا پر قبضہ کرلیا۔

آسٹریا پر جرمن قبضہ ہونے کے بعد چیکوسلاویکیا جرمنی سے گھر گیا لیکن چونکہ روس اور فرانس دونوں

نے مل کر اس ریاست کو یہ ضمانت دی تھی کہ اس پر اگر کسی حکومت نے حملہ کیا تو یہ دونوں اس کی مدد کرینگی۔ اس لیے یورپ میں یہ اندیشہ پیدا ہو گیا کہ جرمنی نے اگر چیکوسلاویکیہ کی طرف دست درازی کی تو کہیں روس و فرانس اور جرمنی میں جنگ نہ چھڑ جائے۔ روس نے چیکوسلاویکیہ کے معاملہ میں اپنی پالیسی کی وضاحت کر دی تھی اور کھلے الفاظ میں یہ کہہ دیا تھا کہ چیکوسلاویکیہ کے لیے وہ لڑائی میں کود پڑنے کو تیار ہے چنانچہ آسٹریا کی پامالی کے بعد ہی اس نے دول یوروپ کی ایک کانفرنس بلانے کی تجویز پیش کر دی تاکہ ہٹلر کو نئے اقدامات سے روکنے کی متحد کوشش کی جائے لیکن حکومت برطانیہ نے روس کی اس تجویز کو بار آور نہیں ہونے دیا۔ عذر یہ تھا کہ اس تجویز پر عمل کرنے سے یوروپ کی طاقتیں دو کیمپوں میں تقسیم ہو جائینگی اور یوروپ کا امن خطرہ میں پڑ جائیگا۔

لیکن ہٹلر نے خاموشی کے ساتھ چیکوسلاویکیہ پر قبضہ جمانے کی کوشش شروع کر دی۔ سب سے پہلے اس نے ففتھ کالم کے ذریعہ سوڈٹین جرمنوں کو حکومت چیکوسلاویکیہ کے خلاف ابھارنا شروع کیا۔ اور تمام یوروپ میں اس بات کا پروپیگنڈا کیا کہ سوڈٹین جرمنوں پر جو کہ چیکوسلاویکیہ میں اقلیت میں ہیں حکومت بیحد ظلم کر رہی ہے سوڈٹین جرمنوں نے بھی موقع غنیمت جان کر حکومت کے خلاف ایجیٹیشن شروع کر دی اور جرمن ریخ (German Reech) میں واپسی کا مطالبہ کرنے لگے تھوڑے دنوں بعد ہٹلر نے چیکوسلاویکیہ کو یہ دھمکی دی کہ اگر وہ مظلوم سوڈٹین جرمنوں کے حقوق کی نگہداشت نہیں کریگی تو جرمن گورنمنٹ خود اُن کی حفاظت کا انتظام کریگی۔ اس دھمکی پر مدبرین فرانس و برطانیہ نے یوروپ کے خرمن امن کو آگ سے بچانے کے لیے میونک میں ایک کانفرنس بلائی۔ اُن کا یہ خیال تھا کہ ہٹلر کو کچھ دے دلا کر خاموش کیا جا سکتا ہے۔ اس کانفرنس میں برطانیہ فرانس، اٹلی اور جرمنی شریک ہوئے۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ اس کانفرنس میں نہ تو روس کو دعوت دی گئی اور نہ حکومت چیکوسلاویکیہ کے نمائندوں کو شرکت کا موقع دیا گیا، حالانکہ یہ چیکوسلاویکیہ کا ذاتی معاملہ تھا۔ آخر کار میونک

میں مذکورہ بالا چار طاقتوں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے سوڈٹن لینڈ کا سارا علاقہ چکوسلاوکیہ سے علٰحدہ کرکے جرمنی کو دے دیا گیا اور اُس کے معاوضہ میں ہٹلر اور مسولینی نے یہ تحریر مسٹر چیمبرلین (وزیر اعظم برطانیہ) کے حوالے کر دی کہ آئندہ ہر قضیہ کا تصفیہ مل بیٹھ کر کر لیا جائیگا اور کسی اختلاف کی بنا پر جنگ شروع نہیں کیجائیگی لیکن اس معاہدہ کو چند دن بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ ہٹلر کی فوجیں چکوسلاوکیہ کے دارالسلطنت پریگ (Prague) میں داخل ہوگئیں اور بہت جلد سارے ملک پر قبضہ کر لیا ہٹلر نے اس قبضہ کے لیے یہ عذر پیش کیا کہ چیک معاہدہ میونک کی خلاف ورزی کرنا چاہتے اور متعینہ سرحد سے آگے رہنا چاہتے تھے۔

ایک عرصہ سے ہٹلر کا دانت ڈانزگ پر بھی تھا۔ چونکہ بحیرۂ بالٹک میں اُترنے کے لیے ڈانزگ اور پولش کاریڈر کا علاقہ جرمنی کے لیے بہت اہم تھا اس لیے ہٹلر نے پولش گورنمنٹ سے ان دونوں کا بھی مطالبہ شروع کر دیا۔ اب ایک طرف تو جرمنی کی بڑھتی ہوئی طاقت فرانس اور برطانیہ کی سلطنت کے لیے ایک بہت بڑا خطرہ بن رہی تھی اور دوسری طرف یہ دونوں حکومتیں یہ بھی نہیں چاہتی تھیں کہ یورپ کا امن خطرہ میں پڑے۔ چنانچہ برطانیہ نے انتہائی کوشش کی کہ جرمنی اور پولینڈ کے مابین گفت وشنید کے ذریعہ کوئی سمجھوتا ہو جائے۔ اس مقصد کے پیش نظر مسٹر چیمبرلین نے ہٹلر سے خط وکتابت کی۔ مسٹر چیمبرلین کے مکتوب مورخہ ۲۲ اگست کا جواب دیتے ہوئے ہٹلر اپنے مکتوب مورخہ ۱۳ اگست میں لکھتا ہے "دوسری حکومتوں کی طرح جرمن گورنمنٹ کے بھی اپنے چند مخصوص مفاد ہیں جن کو ترک کر دینا بالکل ناممکن ہے۔ اُن میں سے کئی مسائل اب بھی جرمنی کے قومی اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے نہایت لازمی ہیں۔ جرمن گورنمنٹ انہیں نظرانداز نہیں کر سکتی۔ ان مسائل میں ایک ڈانزگ کا شہر بھی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کاریڈر کا تعلق بھی ہے"

ان الفاظ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہٹلر ڈانزگ اور پولش کاریڈر کو حاصل کرنے کا تہیہ کر چکا

تھا اور کوئی چیز اسے اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔ اس لیے برطانیہ اور فرانس کی تمام کوششیں کہ جرمنی اور پولینڈ میں مصالحت اور دوستی کے ساتھ کوئی سمجھوتہ ہو جائے بے سود ثابت ہوئیں آخر کار ہٹلر بارہ گھنٹوں کا الٹی میٹم دینے کے بعد یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو جنگ کا اعلان کیے بغیر پورے زور شور کے ساتھ پولینڈ پر حملہ آور ہو گیا۔

فرانس اور برطانیہ بھی اپنے معاہدہ کی رو سے (یہ معاہدہ جرمنی کو جنگ سے باز رکھنے کے لیے فرانس و برطانیہ اور پولینڈ کے درمیان ہوا تھا) پولینڈ کی حمایت میں شریک جنگ ہو گئے۔ اور ۳ ستمبر ۳۹ء کو متحدہ طور پر جرمنی کے خلاف جنگ کا اعلان کر دیا۔ لیکن فاصلہ کی دوری اور غیر جانبدار ممالک یعنی ڈنمارک، ہالینڈ، بلجیم وغیرہ کے بیچ میں حائل ہونے کی وجہ سے پولینڈ کو بروقت امداد نہ پہنچ سکی۔ اُدھر جرمنی جدید آلات و اسلحہ سے آراستہ ہو کر میدانِ جنگ میں کودا تھا۔ پہلے تو جرمن بمباروں نے پولینڈ کے بڑے بڑے شہروں پر نہایت خوفناک بمباری کی اس کے بعد موٹر سوار فوج اور مسلح ٹینکوں کے دستے بے پناہ سرعت کے ساتھ پولینڈ کے دارالسلطنت وارسا کی طرف بڑھے۔ پولش فوجوں کے پاس نہ تو موٹر سوار فوجی دستے تھے، نہ طیارہ شکن توپیں نہ مسلح گاڑیاں اور نہ ان کے پاس جدید قسم کے بمبار تھے ان دشواریوں کے باوجود پولش فوجیں بڑی شجاعت اور سرفروشی کے ساتھ کئی دنوں تک جرمن فوجوں کا مقابلہ کرتی رہیں لیکن آخر کار جرمن بمباروں کے منظم حملوں کے سامنے انہیں پسپا ہونا پڑا۔ جرمن ٹینکوں کی بے پناہ تیزی نے پولش فوجوں کی صفوں میں بے ترتیبی پیدا کر دی اور اب وہ تتر بتر ہو کر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئیں۔ تقریباً پندرہ دن کے اندر اندر جرمن فوجیں وارسا کے قریب پہنچ گئیں۔ اور پولینڈ کی حکومت وارسا سے بھاگ کر رومانیہ کی سرحد میں ایک قصبہ "کیوٹی" میں پناہ گزین ہوئی۔ گورنمنٹ کے فرار ہو جانے سے فوج کی ہمت ٹوٹ گئی۔ اس کے بعد بڑے بڑے فوجی افسر بھی میدان کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اب پولش فوجوں میں بالکل ابتری